صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

فرمایا مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ سے جڑا ہوا تھا۔ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۷ھ میں جب بیت اللہ کی توسیع کروائی ہے تو مکہ مکرمہ میں ۲۰ دن ٹھہرے تھے اور انہی ایام میں یہ حکم دیا تھا کہ مقامِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کعبۃ اللہ سے کچھ فاصلے پر رکھا جائے۔

فرمایا ۱۸ھ کو ’’عام الرِمَادَۃ‘‘ کہا جاتا ہے۔ ’’رماد‘‘ کے معنی ہیں ’’راکھ‘‘ اس سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑ گیا تھا اور قحط اور خشک سالی اتنی شدید تھی کہ وحشی جنگلی جانور بھی بھوک کے مارے انسانوں کے قریب آ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی مملکت میں امراء کو خط لکھا کہ اس قحط میں اہل حرمین شریفین کی مدد کی جائے، سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اناج لاد کر چار ہزار اونٹ حجاز کے لیے روانہ کیے۔ پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر سے خشکی اور بحری دونوں راستوں سے اشیاء خورد و نوش بھجوائیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز استسقاء پڑھائی، بارش کے لیے دعا مانگی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی دعا مانگی ابھی اس دعا سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ بارش شروع ہو گئی اور بارش بھی ایسی کہ لوگوں کو جوتے پہننا دشوار ہو گئے۔

فرمایا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ جب ان کی تدفین ہوئی تو آپ نے بنفس اطہر و نفیس خود مٹی کے

ڈھیلے اٹھا اٹھا کر قبر بند کرنے والے افراد کو دیے اور فرمایا ان سوراخوں کو بند کرو۔

فرمایا امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں تمام رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہوں اور نماز فجر کی جماعت میں شامل نہ ہوں تو پھر اس سے زیادہ اچھا یہ ہے کہ شب بھر سوتا رہوں اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھوں۔

فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی اسی لیے تو ان کے لیے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب رضی اللہ عنہا کا رشتہ پسند فرمایا تھا۔ پھر ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی بہت محبت تھی، آخری جھنڈا جو آپ نے باندھا ہے وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہی کے لیے تھا۔ شب معراج میں آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا عمل بھی ملاحظہ فرمایا تھا اور یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کا درجہ زید رضی اللہ عنہ سے اوپر ہے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ فرق کیوں ہے؟ میرا تو خیال یہ ہے کہ زید، جعفر سے کم درجے کے انسان نہیں ہیں۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ زید جعفر سے کم درجے کے انسان تو نہیں ہیں لیکن جعفر کا ایک درجہ اس لیے بلند کیا گیا کہ جناب والا کے عزیز (چچازاد بھائی) بھی تو ہیں۔

فرمایا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ”جند“ میں صرف حکمران اور قاضی ہی مقرر نہیں فرمایا تھا بلکہ انھیں قرآن کریم اور شریعت کی تعلیم کا استاد بھی

مقرر فرمایا تھا۔ بہت سخی تھے۔ ان کے ہاں مال جمع کرنے کا دستور ہی نہیں تھا۔ اسی لیے عمر بھر جو کچھ بھی کمایا، قرض ادا کرنے میں لگ گیا۔ فتح مکہ کے بعد حضرت رسالت مآب ﷺ نے انھیں یمن روانہ کیا ہے۔ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں شام کا گورنر مقرر فرمایا تھا، پھر ان کی وفات کے بعد انہوں نے یہ عہدہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو دے دیا تھا۔

فرمایا حضرت رسالت مآب ﷺ نے یمن کو پانچ حصوں میں تقسیم فرمایا تھا۔ صنعاء پر حضرت خالد بن سعید کو، کندہ پر حضرت مہاجر بن ابی امیہ کو، حضرموت پر حضرت زیاد بن لبید کو، جند پر حضرت معاذ بن جبل کو، زبید پر حضرت ابوموسیٰ اشعری کو اور عدن اور ساحلی علاقوں پر حضرت زمعہ رضی اللہ عنہم، کو گورنر مقرر فرمایا تھا۔ یمن والوں نے ایک استاد کا بھی مطالبہ کیا جو انھیں تعلیم دے تو آپ نے ارشاد فرمایا رات کو آنا میں ایسا اچھا آدمی دوں گا جو اس منصب کا اہل بھی ہے اور امانتدار بھی۔ رات کو جب وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجرح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا انھیں لے جائیں میری امت میں سب سے زیادہ امانتدار فرد تو بس یہ ابوعبیدہ ہے۔ اسی لیے تو سقیفہ بنوساعدہ میں جب خلافت کی بحث ہوئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگو ان دو — عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما — میں سے کسی کی بھی بیعت کرلو، میں خوش ہوں اور یہی وجہ یعنی امین ہونا ہی تو تھا کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے ہیں تو وہاں فوج کے قائد یہی تھے، انھیں دیکھا، پھر ان کے حالات ملاحظہ کیے تو ارشاد فرمایا ابوعبیدہ، حضرت رسالت مآب ﷺ کے بعد دنیا کے اموال و اسباب نے ہم سب کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تبدیلی ضروری کردی مگر آپ ویسے

کے ویسے ہی رہے۔ مگر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی عمر کم ہوئی اٹھاون برس کے تھے، جب واصل الی اللہ ہوئے۔ اردن میں ان کی قبر ہے بارہا حاضری کی توفیق ہوئی ان کی نماز جنازہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی اور قبر میں حضرت معاذ، عمرو بن العاص اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہم اترے اور انھیں سپرد خاک کیا۔

جن حضرات کو یمن میں حکومت عطا فرمائی تھی ان میں سب سے افضل تو غالبًا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے کہ انہوں نے دو ہجرتیں کی تھیں ایک تو یمن سے حبشہ اور دوسری ہجرت حبشہ سے مدینہ منورہ لیکن سب سے زیادہ خوبصورت اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ سرو قامت، گورے چٹے، غلافی آنکھیں، دندان مبارک کہ درعدن، گھنے، سلجھے اور سیاہ بال لیکن عمر بہت کم ہوئی صرف اڑتیس برس، ہجرت مدینہ سے قبل جو ستر سے زائد افراد مدینہ منورہ سے بیعت عقبہ کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تھے، یہ ان میں سے ایک تھے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد انھیں حضرت عبداللہ بن مسعود مہاجر یا حضرت جعفر بن ابوطالب مہاجر رضی اللہ عنہم کا بھائی قرار دیا تھا۔ دونوں روایات مل جاتی ہے مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مواخات کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے تو براہ راست مدینہ طیبہ ہجرت کی ہی نہیں۔ وہ تو ہجرت مدینہ سے بھی پہلے اپنی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہمراہ اہل مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ پھر وہ حبشہ سے فتح خیبر کے دن مدینہ منورہ حاضر ہوئے ہیں تو اس طرح سے انہوں نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو پہلے حبشہ ہجرت کر کے پہنچے تھے پھر مکہ مکرمہ واپس تشریف

لائے تھے اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کی تھی تو قرین قیاس یہی ہے کہ یہ مدینہ منورہ چونکہ پہلے پہنچے ہیں اس لیے ان کی مؤاخات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کرائی گئی تھی اور اگر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو مانا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مؤاخات کا سلسلہ کم سے کم فتح خیبر تک باقی رہا جو کہ بہت مشکل ہے۔

فرمایا

حضرت امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں جن شعبوں کی خاص طور پر نگرانی فرمائی ان میں سے ایک شعبہ قانون اور اس کے نفاذ کا بھی تھا۔ لوگوں کو ہمیشہ انصاف ملتا رہا اور قانون کی حکمرانی رہی۔ اسی لیے انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کے نام ایک گرامی نامے میں تحریر فرمایا کہ جو دیانتدار افراد قاضی بننے کے قابل ہوں، انھیں نگاہ میں رکھو اور ان کی اچھی تنخواہیں مقرر کرو۔ اور اس انصاف پسندی کی بھی اصل بنا خوف خدا اور آخرت میں جواب دہی کا گہرا احساس تھا۔

فرمایا

حضرت خالد بن ولید، عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم نے ۷ھ میں اکھٹے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غزوۂ ذات السلاسل میں امیر مقرر فرمایا تھا اور پھر اس لشکر کی روانگی کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہی کی ماتحتی میں حضرت ابوبکر، عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو بھی بھیج دیا گیا تھا۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ''عمان'' کا گورنر بنا دیا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں عمان سے واپس بلا کر شام کا امیر مقرر فرما دیا

تھا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تبدیلی شام سے فلسطین کردی۔ مصر کی فتح کا موقع آیا تو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لشکر کی قیادت انھیں دے دی اور جب مصر فتح ہو گیا تو آپ نے انھیں مصر کا گورنر مقرر کر دیا اور پھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تک بھی یہ اپنے عہدے پر قائم رہے ہیں۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی انھیں مصر پر حاکم بنا دیا تھا یہاں تک کہ ۴۳ھ میں یہ اسی عہدے پر فائز تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔